رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

تار کا پتہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

نمبر ۲۶	۱۶ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۵۳ھ	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۸ اگست سنہ ۱۹۳۴ء	جلد ۲۲

صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی تقریب شادی

خدا کے فضل سے ۲۶ اگست بعد نماز عصر سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی حضرت مرزا شریف احمد صاحب اپنے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو لیکر معہ چند احباب کے جن میں عزیز و اقارب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ شامل تھے ۔ قصر خلافت میں تشریف لائے ۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بذاتِ خود استقبال کیا ۔ اور دولہا کے گلے میں ہار ڈالا ۔ حضور کی طرف سے بھی بعض اصحاب کو کھانے پر مدعو کیا گیا ۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کو خصوصیت سے مدنظر رکھا گیا ۔ سب کی مٹھائی اور پھلوں سے ضیافت کی گئی ۔ اس کے بعد حضور نے حاضرین سمیت دعا فرمائی ۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد صاحبزادی صاحبہ کو رخصت فرمایا ۔ دولہا دولہن پھولوں سے سجی ہوئی ایک موٹر میں سوار کرائے گئے ۔ اور تین موٹروں پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے ممبر سوار ہوئے موٹریں اللہ اکبر کے نعروں میں جو احمدیہ چوک میں کھڑے ہونے والوں نے بلند کئے ۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کو روانہ ہو گئیں ۔

صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب

کا

سہرا

ضیا بخش عیونِ انس و جانّ منصور کا سہرا
کہ ہے یہ نورِ چشم حضرتِ مامور کا سہرا

مسیح و مہدیٔ موعود کا پوتا جب بنا دولہا
فرشتے لائے گلہائے ریاضِ نور کا سہرا

ترے اے نسل ابعد نے نوید جانفزا بخشی
مُزیّن گو ہر محمود سے منصور کا سہرا

یہ دورِ خسروی ابناء فارس کو مبارک ہو
رہے گا اب انہی کے سر یہ دستور کا سہرا

خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں ایک عالم میں
پڑھا جائے گا گھر گھر اکمل مسرور کا سہرا

تہنیت نامہ کدخدائی صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

از جناب مولانا عبید اللہ صاحب بسمل

بازاز فضل کردگار غفور
بارک اللہ عترت احمدؐ

علم در ذات این ہمہ سادات
لوحش اللہ ہر صغیر و کبیر

جملہ تکبیر گو صغار و کبار
آل اطہار حضرت مہدی

جہد شان بہر عافیان ظہ
در دعا ہائے خویش می شنوند

در رہ دین بسلفان ہدے
محو گردیدہ در رضائے خدا

قاہر طبع شان عزیمت خاص
ہر تنے خواستہ زحق یہ دعا

عزم دارند کاین خرابۂ دہر
ہر چہ انے بعلم و بفضل شہیر

سعی دارند در فلاح الناس
دست خالی ز سبحۂ تزویر

نہ چو شیخان خانقاہ نشین
ہیچکہ پیرزادگاں آسا

نو لیسند جون عزائم خواں
ہیچو پیراں نعرہ ئے دوزند

بہر تفریح کردہ اند پسند
دین و دنیا بذات شان نازاں

ناز دارند بر خدا و رسول
برخلاف اکابر اقوام

جملہ شان سیرت ملک دارند
عصمت اندر وجود شان مضمر

این نساء و رجال آل مسیح
گرچہ فی اللہ اخیشن اند ہمہ

نصرت اللہ عیاں زچہرۂ شان
نصرت ایزدی نمود ظہور

آں یکے ناصر این دگر منصور
لمعۂ طور در ہیاکل نور

گشتہ از جام تہنیت مسرور
جملہ تسبیح خواں اناث و ذکور

در ضیاء و سنا چو شعلۂ طور
شہر ویرانہ ساختہ معمور

از ملک ات سعیکم مشکور
ذات شان از ریا و سمعت دور

طبع ہر یک زحب جاہ نفور
صفت اعدائے دین شود مقہور

کہ شود احمدی شہ فغفور
گردد از دین احمدی معمور

مثل اقطاب در جہان مشہور
[illegible]

دوش فارغ ز دلق و جبۂ زور
بر ریاضات خویشتن مغرور

نفرو شتند کبر و عجب و غرور
حسرز بازو برائے یک رنجور

برکف دست کس برائے نذور
درس گاہ علوم دار سرور

بہ بہ اولاد ایزدی و خشور
مفتخر نے ز بابر و تیمور

از قدم بوس و خاکبوس نفور
جملہ شان راست صورتے چوں حور

عفت اندر نہاد شان مستور
بر سپہر شرف شموس و بدور

لیک لیکن بحال یک معذور
ہست گر ناصرہ و گر منصور

این نبی فارس آل سلمانند
غیر فرقان یا حدیث نبیؐ

بانگ تجدید جائے چنگ و رباب
راستی کار و راستی است شعار

ناز بر اسوۂ نبی دارند
ہمہ در علم و حلم راس رؤس

چوں تکلم کنند حسن بیاں
ہر یکے در مکارم اخلاق

دادہ خالق زفضل با ہر یکے
ہم عنایت نمودہ از پئے دین

دیدہا و یدہا شرع و تقیٰ
زیب عینین کحل غض بصر

دینِ حق زندہ زین نبی فارس
شاہبازان اوج توحید مد

نے بہ دف و نغمہ سماعِ شان
از شمیم نسیم خلق کریم

ہر جوان مرد در جوانی خویش
زین ترقی عترت احمدؐ

بر غلامی شان ہمے نازد
کدخدائی کہ سنت نبویست

ورنہ تسخیر راجگان و ملوک
یاالٰہی تو آل احمدؐ را

مدت العمر غم نہ پیش آید
از سہام فلک مشبک باد

ز آتش کینہ سینۂ اعداء
ایکہ داری عداوت سادات

خود نہ بیند ضیائے مہر منیر
بہر تجدید دین شدہ مامور

نیست در بزم شان دگر مذکور
ذکر حق جائے بربط و طنبور

ہر نبی زادہ را زہد و شعور
نے ز خان خطاء و نے فغفور

ہمہ در بذل و فضل صدر صدور
میکند قلب عالمے مسحور

شمس نصف النہار سان مشہور
در مقاسات دہر نفس صبور

ہمتے بس بلند و طبع غیور
در ریاض ہدیٰ نظر ناظور

غیرت افزائے نرگس مخمور
حاسد انند مردگان قبور

شرک و بدعت بہ پیش شان عصفور
شرق و غرب جہان صبا و دبور

عطر پاشند در عبور و مرور
ہمچو یحییٰ ابی عفیف و حصور

حاسدان راست در جگر ناسور
گرچہ باشد جنید یا طیفور

کردہ ہر یک ازین جہت منظور
در دل پاک شاں نمودہ عبور

در اماں دار تا مرور دہور
خاطر شاں زیاد حق مسرور

چشم بد بین چو لادۂ زنبور
باد در دہر غیرت تنور

باش خائف زیوم بعث و نشور
ہر کہ دارد بچشم خویش فتور

بکدے خدمت سلیماں کن
تا بفہمی تو سر نطق طیور

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی ولایت کو روانگی کی تاریخ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے تحریر فرماتے ہیں:۔

جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اپنے بڑے صاحبزادے عزیزم مرزا ناصر احمد صاحب بی اے کو تکمیل تعلیم کے لئے ولائت بھجوا رہے ہیں۔ میاں ناصر احمد صاحب انشاء اللہ ۶ ستمبر ۱۹۳۴ء کو بروز جمعرات سہ پہر کی گاڑی قادیان سے روانہ ہونگے۔ اور امرت سر میں نمبر ۴ ڈاؤن فرنٹیر میل میں سوار ہو کر جمعہ کی صبح کو دہلی سے گزرتے ہوئے انشاء اللہ ہفتہ کی صبح کو بمبئی پہونچینگے۔ اور بمبئی سے پی اینڈ او کمپنی کے جہاز ران پورانا میں اسی روز دوپہر کے قریب آگے روانہ ہو جائیں گے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزیز موصوف کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے منشاء مبارک کے مطابق عزیز موصوف کو پوری طرح کامیاب و بامراد کر کے بخیریت واپس لائے۔ میاں ناصر احمد صاحب کے ساتھ عزیز مکرم مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے کے صاحبزادے مرزا سعید احمد صاحب بی اے بھی تکمیل تعلیم و مقابلہ امتحان آئی سی ایس کے لئے ولایت جا رہے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا فرمائی جائے:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دست مبارک سے دی سٹار ہوزری ورکس قادیان کا افتتاح

۲۵ راگست ۹ بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان کے کارخانہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں پبلک کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ کارخانہ کے جنرل منیجر صاحب نے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس میں حضور سے کاروبار کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی گئی۔ نیز ضروری ہدایات سے راہنمائی کرنے کی التجا کی گئی۔ حضور نے اس موقعہ پر ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں کارخانہ میں کام کرنے والوں اور کارخانہ کے ڈائرکٹروں کو ہدایات دیں۔ نیز یہ ارشاد فرمایا۔ کہ جماعت احمدیہ کو اس کارخانہ کی بنائی ہوئی جرابیں وغیرہ استعمال کرنی چاہئیں:۔

تقریر کے بعد حضور نے دعا فرمائی۔ پھر اپنے ہاتھ سے مشینوں کو رواں کیا۔ اور ضروری امور دریافت فرماتے رہے:۔ امید ہے۔ کہ ہوزری بہت جلد مال تیار کر کے فروخت کرنا شروع کر دے گی:۔

تحریک چندہ جلسہ سالانہ

معلوم ہوا ہے۔ کہ نظارت بیت المال میں چندہ جلسہ سالانہ کی تحریک تیار ہو رہی ہے۔ اور اس سال یہ تحریک خاص طریق پر کی جائے گی۔ احباب خیر مقدم کے لئے تیار رہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ جمادی الاوّل ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

تبلیغ احمدیت کے متعلق چند ضروری امور

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

از جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے

تبلیغ میں حکمت کی ضرورت

اللہ تعالےٰ کا قرآن شریف میں حکم ہے۔ کہ تبلیغ کا کام عقلمندی سے کرنا چاہیئے۔ اس لئے سلسلۂ عالیۂ احمدیہ کے مبلغین کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ تبلیغ کے کام میں محنت تو دیوانہ وار ہونی چاہیئے لیکن انتہائی جوش اور خلوص سے کام کرتے ہوئے اپنی کوشش اور جدوجہد میں حکمت کو بھی مدنظر رکھیں ظاہری اور جسمانی جنگ میں بھی سپاہیوں کی طرف سے یا قوم کی طرف سے محض قربانی ہی کام نہیں آتی۔ بلکہ عام طور پر جو فریق فنون جنگ کو مدنظر رکھتے ہوئے حکمت سے کام لیتا ہے۔ وہ فاتح ہوتا ہے۔ جب جسمانی جنگ میں یہ بات ضروری ہے۔ تو روحانی جنگ میں یہ امر اور بھی زیادہ ضروری ہوجاتا ہے:۔

انفرادی تبلیغ کی اہمیت

تبلیغ اسلام کے معاملہ میں۔ انفرادی تبلیغ نہایت ضروری ہے۔ پبلک میں وعظ کرنا یا مناظرہ کرنا نسبتاً آسان ہے۔ کیونکہ اس میں اخلاقی مشکلات اور ذہنی دقت کم ہوتی ہے۔ لیکن کسی کے پاس جاکر انفرادی تبلیغ کرنا اپنی جان پر سخت بوجھ ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ گویا انسان بھیک مانگنے جارہا ہے۔ اس لئے باوجود سخت تاکید کے مبلغ عام طور پر انفرادی تبلیغ سے جی چراتے ہیں۔ کیونکہ مبلغ جاتا تو نور اور ہدایت دینے کے لئے ہے۔ لیکن پوزیشن اس کی فقیر اور منگتے کی بن جاتی ہے۔ لیکن یہ کڑوا گھونٹ مبلغ کو اللہ تعالےٰ کے لئے روزانہ نوش جان کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور اگر کوئی مبلغ اس بات سے گھبراتا ہے۔ تو گویا وہ اپنے اس ابتدائی عہد کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے لئے وہ دُنیا کی ہر مصیبت کو اٹھانے کے لئے تیار رہے گا:۔

حالات کا جائزہ لینا

ہر کام میں تفتیش ضروری ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک عقلمند طبیب بغیر تشخیص مرض کے علاج تجویز نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک سمجھدار مبلغ کو زیر تبلیغ افراد اور زیر تبلیغ علاقہ کی تفتیش کرنی چاہیئے۔ ہر ایک فرد جس سے گفتگو کی جائے۔ اس کی طبیعت کا اندازہ لگانا چاہیئے۔ اور اس اندازہ کے مطابق ہر شخص پر وقت خرچ کیا جائے۔ جن لوگوں کے دل میں خشیت اللہ ہو۔ وہ حق کو جلدی مانتے ہیں۔ اور بعض اور ہوتے ہیں۔ کہ ان کے قلوب بالکل مُردہ ہوتے ہیں۔ جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان میں رُوح نہ پھونکی جائے۔ ان کو سنانا اور نہ سنانا برابر ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انما تنذر من اتبع الذکر و خشی الرحمن بالغیب فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم۔ بات یہ ہے۔ کہ تو ان لوگوں کو وعظ کرتا ہے جو نصیحت کو مانتے۔ اور بن دیکھے اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ پس بشارت دے ان کو مغفرت کی اور اجر کریم کی۔

خشیت اللہ رکھنے والے دل

پھر فرماتا ہے۔ انا نحن نحی الموتٰی۔ احیاء موتےٰ اللہ تعالےٰ کے ہی اختیار میں ہے۔ جو شخص روحانی موت مرچکا ہو۔ اس کا احیاء اللہ تعالےٰ ہی کرسکتا ہے۔ وعظ و نصیحت یا انذار و تبشیر ایسے لوگوں کو فائدہ نہیں دیتا۔ اس لئے انفرادی طور پر تبلیغ کے لئے سب سے پہلے ضرورت ہے۔ کہ مبلغ یہ دیکھے۔ کہ اس کے مخاطب میں خشیت اللہ کا بیج باقی ہے یا نہیں۔ اگر مخاطب میں خشیت اللہ کا بیج باقی ہو۔ تو تبلیغ جلدی بارآور ہوگی۔ اور اگر خشیت اللہ کا بیج باقی نہیں رہا۔ تو جیسا مُردہ یا شور زمین یا پتھریلی زمین میں بیج ڈالا ہوا ضائع ہوجاتا ہے۔ اسی طرح وعظ و نصیحت ایسے لوگوں پر ضائع ہوجاتی ہے:۔

دُعا کی جائے

مگر یہ نہیں۔ کہ ایسے لوگوں کو چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ ان کا اصل علاج دُعا ہے۔ انسان اللہ تعالےٰ کے سامنے گر جائے تو اللہ تعالےٰ اس کے ہاتھ سے مردوں کو بھی زندہ کردیتا ہے پس ایسے موقعہ پر وعظ و نصیحت کی نسبت دُعا، اور اللہ تعالےٰ کے سامنے گرجانا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پھر ایسے سامان پیدا کردیتا ہے کہ مُردوں کی نبض بھی چلنی شروع ہوجاتی ہے:۔

ضروری امر

بعض آدمی جو سوچنے سمجھنے کا مادہ نہیں رکھتے۔ یا دینی امور میں ان کو بصارت حاصل نہیں ہوتی۔ وُہ اپنے مذہب پر محض تقلید کے طور پر قائم ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اور چن چن کر ہر ایک مذہب اور ملت کے سمجھدار۔ اور اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے لوگوں کو تبلیغ کرنی چاہیئے۔ جب ایسے لوگوں کی کثرت ہدایت پالیتی ہے تو باقی لوگ بھی اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے رجحان کو دیکھ کر سچائی کے قائل ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی حیثیت محض توابع کی ہوتی ہے اور اس طرح وُہ بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فضل میں حصہ دار ہوجاتے ہیں:۔

تبلیغ کا ایک اور گُر

قرآن شریف نے تبلیغ کا ایک اور گُر بھی بتلایا ہے۔ اور وُہ یہ کہ فرمایا قلیل من عبادی الشکور۔ اللہ تعالےٰ کے شکر گزار بندے تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ دیکھیں گے۔ کہ ایک بستی یا گاؤں میں چند آدمی جلدی ایمان لے آئیں گے۔ اور باقی حصہ مقابلہ کے لئے کھڑا ہوجائے گا۔ دراصل ہر ایک شہر یا بستی میں چند آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے پیغام کو فوراً سمجھنے اور ماننے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس لئے جب کشمکش شروع ہوجائے۔ تو اس جگہ کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کرکے دُوسرے مقامات کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور ان نئے مقامات میں قلیل من عبادی الشکور کی تلاش میں لگ جانا چاہیئے۔ پہلی بستی کے جو لوگ ایمان لاچکے ہوں۔ ان میں اگر نور ایمان قائم ہے۔ تو تمام بستی کو ان مومنوں کا نور منور کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اس لئے جو مبلغ بجائے ایک جگہ ڈیرہ ڈال دینے کے مختلف مقامات میں ضرورت اور لوگوں کی خواہش۔ اور برداشت کے مطابق کام کرے گا۔ وُہ زیادہ کامیاب ہوگا:۔

غور کرنے کا موقعہ دیا جائے

ایک مقام یا علاقہ میں جب زور سے تبلیغ کی جائے۔ تو وہاں شور پڑجاتا ہے۔ اس لئے جب مخالفت بڑھ جائے۔

تو اس مقام سے وقتی طور پر چلے جانا چاہیئے۔ تاکہ لوگوں کو ٹھنڈے دل سے سوچنے اور غور کرنے کا موقعہ مل جائے۔ شرعی اور روحانی تعلیم کو سمجھنے کے لئے فرصت اور وقت درکار ہوتا ہے۔ اور جب مبلغ کچھ وقفہ کے بعد دوسرے دورہ پر آئے گا۔ تو وُہ دیکھے گا۔ کہ کئی لوگوں میں پہلے کی نسبت منافرت کم ہوگی۔ آبادی کا ایک حصہ اس کی بات کو سننے کے لئے تیار ہوگا۔ اور اس کی غیر حاضری میں کئی لوگ اگرچہ احمدی نہ ہوئے ہونگے۔ لیکن احمدیہ عقائد کے قائل ہو کر اپنے ہی لوگوں سے بحث مباحثہ کرتے رہتے ہونگے ؛

مباحثات اور تقسیم لٹریچر

نئے مقامات میں جہاں لوگ احمدی عقائد اور ان کے دلائل سے ناواقف ہوں۔ مباحثات اور ہینڈبل بہت مفید ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس ذریعہ سے عام و خاص سب کو اطلاع ہو جاتی ہے۔ اور ایک وسیع پیمانہ پر انسان لوگوں کی توجہ کو جذب کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ موٹے موٹے دلائل سے بھی لوگ واقف ہو جاتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھائی جائیں

جب یہ غرض حاصل ہو جائے۔ تو پھر ذاتی تعلقات پیدا کر کے جو لوگ متوجہ ہوں۔ ان کو انفرادی تبلیغ کرنی چاہیئے۔ جس کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب لوگوں کو عاریۃً پڑھنے کے لئے دی جائیں۔ اور ان میں سے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں تھوڑا بہت مال خرچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ان کو یہ کتب خریدنے کی تحریص دلانی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں جو تاثیر اور جذب اور نور پایا جاتا ہے۔ اور مشکل عقدوں کو جس خوبصورتی۔ اور تفصیل کے ساتھ حل کیا گیا ہے غالباً بعض تبلیغ کرنے والوں کو اس کا پورا احساس نہیں ہے ورنہ نوٹ بکوں اور ذاتی نوٹوں پر اس قدر انحصار نہ کیا جاتا ہمارا مقصد مخالف پر رعب ڈالنا یا اس کو ساکت کرنا یا ڈرانا نہیں ہے۔ بلکہ اس کو مانوس کرنا۔ اور اپنی طرف کھینچ لانا ہے اس لئے موقعہ کے مطابق بعض دفعہ بجائے حاضر جوابی کے یہ امر بہتر رہے گا۔ کہ سائل سے کہا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی یہ اعتراض کیا گیا تھا۔ بہتر ہو گا۔ کہ آپ بجائے میری زبان سے اس بات کا جواب سننے کے خود فلاں کتاب میں اس کا جواب پڑھ لیں۔ کتاب میں فلاں وقت آپ کے مکان پہ لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔ یا کسی کے ہاتھ روانہ کر دوں گا۔ آپ پڑھ کر مجھے واپس کر دیں۔ یہ طریق انشاء اللہ تعالےٰ بہت مفید اور مؤثر ثابت ہو گا ؛

مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی کو رنجدہ سزا

ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد رنج اور افسوس ہوا کہ بمبئی میں مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی پر ایک پولیس افسر کی طرف سے جو مقدمہ دائر تھا۔ اس میں چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے ان کو تین ماہ قید۔ اور تین سو روپیہ جرمانہ کی سزا دے دی۔ استغاثہ کا بیان یہ تھا۔ کہ مولانا نے کمشنر پولیس کو لکھا تھا۔ کہ ایک حاجی کو جو ۳ مارچ کو جہاز اکبر سے حج کو روانہ ہوا تھا۔ پولیس کے ایک سپاہی نے ڈپٹی کمشنر رینالڈز کے حکم سے زدوکوب کیا تھا ؛

چونکہ مقدمہ کی روئداد ہمارے سامنے نہیں۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ مولانا نے ڈیفنس میں کیا باتیں پیش کیں لیکن یہ تو ظاہر ہے۔ کہ سزا نہایت رنجدہ ہے۔ اور اس رنج میں اس وجہ سے بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ کہ مولانا ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ اور ان کی صحت بہت کمزور ہے۔ ان کی پوزیشن اور ان کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر نرم معاملہ بھی کیا جاتا۔ تو وُہ مقصد پورا ہو سکتا تھا۔ جس کے لئے مقدمہ چلایا گیا تھا یعنی پولیس افسر الزام سے بری ثابت ہو سکتا تھا۔ اب حکام بالا کو چاہیئے اپیل کی سماعت کرتے ہوئے سزا کی سختی کی طرف خاص طور پر توجہ کریں ؛

وائسرائے فنڈ اور تباہ حال مسلمانانِ بہار

صوبہ بہار کے زلزلہ زدہ لوگوں کی امداد کے لئے ایک تو ہندوؤں کے زیر انتظام امدادی کمیٹی قائم ہوئی۔ اور دوسرا وائسرائے فنڈ کھولا گیا۔ اول الذکر کمیٹی سے تو یہ توقع ہی فضول تھی۔ کہ وُہ مصیبت زدہ مسلمانوں کی طرف بھی توجہ کرے گی۔ اور انہیں امداد دینا ضروری سمجھے گی۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی بدقسمتی وائسرائے فنڈ کے متعلق بھی یہی رنگ دکھا رہی ہے۔ اور اس فنڈ سے بھی وُہی لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں جن کی رسائی حکام اور رقوم تقسیم کرنے والوں تک ہوتی ہے۔ پٹنہ کے اخبار "اتحاد" کا بیان ہے۔ کہ رقم کی تقسیم میں نقصانات اور تباہیوں کو شاذونادر پیش نظر رکھا گیا۔ بلکہ آنکھیں بند کر کے جسے جتنا جی میں آیا۔ دے دیا گیا۔ اس کے ثبوت میں بعض مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ تباہ حال مسلمانوں کو بہت قلیل مگر ان کے مقابلہ میں معمولی سا نقصان اٹھانے والے ہندوؤں کو بہت بڑی رقمیں دی گئی ہیں۔

یہ ایک عام شکایت پائی جاتی ہے۔ اعلےٰ حکام کو تقسیم رقوم کے متعلق نگرانی کو زیادہ مؤثر بنانا چاہیئے۔ اور مفلوک الحال مسلمانوں کی مصیبت کو جس قدر ممکن ہو۔ کم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ؛

مانگرول کے خلاف ہندوؤں کی شورش

ہندو اخبارات میں شائع ہو رہا ہے۔ کہ ایک پنڈت جی اس بنا پر فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ کہ جنوبی ہند کی ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست مانگرول میں گائے ذبح کرنا کیوں روا رکھا گیا ہے۔ حال ہی میں یہ بھی شائع ہوا ہے۔ کہ گاندھی جی نے اس شخص کو فاقہ کشی تو ترک کر دینے کے لئے کہا۔ مگر یہ تلقین بھی کی ہے۔ کہ گائے ذبح کرنے کے خلاف جدوجہد جاری رکھی جائے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اس قسم کی جدوجہد ریاست مانگرول کے ہی خلاف کیوں شروع کی گئی۔ اور کیوں اس کا جاری رکھنا گاندھی جی بھی ضروری سمجھ رہے ہیں۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے مانگرول کے سارے علاقہ میں ہندوؤں کا کوئی خاص تیرتھ نہیں ہے۔ اور اس سرزمین سے انہیں کوئی مذہبی وابستگی حاصل نہیں ہے۔ لیکن اس کی بجائے ہندوستان میں اور کئی ایک ایسے مقامات ہیں۔ جنہیں ہندو نہایت ہی مقدس تیرتھ سمجھتے ہیں ہر سال لاکھوں ہندو مذہبی عقیدت سے وہاں جمع ہوتے۔ اور اپنے رنگ میں عبادات بجا لاتے ہیں۔ مگر وہاں روزانہ گائیں ذبح ہوتی۔ اور سر بازار ان کا گوشت بکتا ہے۔ مثلاً متھرا اور بنارس کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ مگر ان مقامات میں گائے ذبح کرنے کے خلاف جدوجہد کرنے کا کبھی کسی کو خیال نہیں آیا۔ نہ گاندھی جی کو کبھی اس طرف توجہ ہوئی ؛

دراصل ہندوؤں کو اسلامی ریاستوں کے خلاف شور مچانے اور شورش پیدا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی وجہ چاہیئے خواہ وُہ کتنی ہی نامعقول کیوں نہ ہو۔ مانگرول کے خلاف اسی لحاظ سے آج کل وُہ شورش پیدا کرنا چاہتے ہیں ؛

صوبہ سرحد میں قتل کی وارداتیں

صوبہ سرحد آبادی کے لحاظ سے اسلامی صوبہ کہا جا سکتا ہے مسلمانوں کو اس صوبہ کے لوگوں کی جفاکشی۔ بہادری اور اسلام سے محبت پر ہمیشہ ناز رہا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس صوبہ کے جوشیلے لوگوں کو یا تو مطلب پرست کانگرسیوں نے اپنا آلہ کار بنا کر مصائب اور مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یا پھر وُہ آپس میں لڑتے جھگڑتے اور بے دریغ ایک دوسرے کا خون بہاتے رہتے ہیں۔ گذشتہ سال کے متعلق ضابطہ فوجداری کے نظم و نسق کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس سے یہ نہایت ہی افسوسناک حقیقت معلوم ہوئی ہے۔ کہ اس سال صوبہ سرحد میں ۱۲۹۶ قتل کی وارداتیں ہوئیں۔ اس سے پہلے سال یہ تعداد ۲۹۸۵ تھی۔ ان مقتولین میں گو دیگر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہونگے۔ لیکن ان کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت ہی قلیل ہوگی۔ جس صوبہ میں اس قدر لوگ.... سالانہ قتل ہوتے ہوں۔ اس کی مذہبی اور اخلاقی حالت جس قدر قابل اصلاح ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کاش دردمند مسلمان اس طرف متوجہ ہوں ؛

احمدیت کے متعلق مضمون

صداقت مسیح موعود علیہ السلام کا اعجازی نشان

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

قرآن مجید سے یہ ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبیوں رسولوں اور برگزیدوں کو ان کی صداقت کے اظہار کے لئے جو بینات اور معجزات عطا فرماتا ہے۔ ان میں سے ایک زبردست دلیل صداقت اعجازی طاقت بھی ہے۔ یعنی وہ ان کو ایک ایسی اعجازی قوت عطا فرماتا ہے۔ کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تمام فصحاء اور بلغاء اس کے مقابلہ سے عاجز و درماندہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ تا وہ لوگ جو خدا کے برگزیدہ انسانوں اور راستبازوں کو مفتری۔ ساحر اور کذاب کہتے ہیں ان پر یہ امر واضح ہو جائے۔ کہ یہ انسان جو باتیں پیش کر رہا ہے وہ اس کا افترا نہیں۔ بلکہ ایسی ہستی کی طرف سے کہتا ہے جو بشری طاقتوں سے بالا تر اور انسانی دسترس سے بعید ہے۔ اس معیار کو پیش کرتے ہوئے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سوٗر مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین۔ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ۔ وان لا الٰہ الا ھو۔ فھل انتم مسلمون (ھود ع ۲) کہ یہ کفار عرب جو اعتراض کرتے ہیں۔ کہ قرآن انسانی افترا ہے اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ان سے کہدو۔ کہ یہ بھی اس کلام کی مانند دس سورتیں بنا لائیں۔ اور اللہ کے سوا جس سے چاہیں مدد لیں۔ لیکن اگر یہ لوگ عاجز آ جائیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ یہ انسانی افترا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ اس کلام کا نازل کرنے والا ہے۔

قرآن مجید کی یہ تحدی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ ہم دنیا میں یہ قانون مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے۔ اس کی مثل کوئی انسان نہیں بنا سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے

پس کفار عرب کا باوجود فصاحت و بلاغت کا دعوےٰ کرنے کے اور باوجود یہ کہنے کے کہ لو نشاء لقلنا مثل هذا۔ کہ اگر ہم چاہیں۔ تو قرآن ایسا کلام بنا لائیں۔ قرآن مجید کی مثل لانے سے عاجز ہونا اس امر کی صاف اور بین دلیل ہے۔ کہ یہ کلام انسانی دماغ سے نکلا ہوا نہ تھا۔ بلکہ اس کا اتارنے والا خود خدا تعالےٰ تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ اعجازی طاقت عطا کی گئی۔ آپ نے متعدد کتب اس خداداد طاقت کے ثبوت میں رقم فرمائیں۔ اور مخالفین کو چیلنج کیا۔ کہ اگر میں مفتری علی اللہ اور کاذب ہوں۔ تو تم میرے اس جیسا کلام بنا لاؤ۔ مگر مخالفین نے یہاں بھی اپنے سکوت اور عاجز آنے سے آپ کی صداقت پر مہر ثبت کر دی اور باوجود حضرت اقدس کی تحدی چیلنج اور انعام کے کسی کو مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعجاز المسیح ایک کتاب رقم فرمائی۔ اور اس کا جواب لکھنے والے کے لئے پانسو روپیہ انعام بھی مقرر فرمایا۔ اور اس کے متعلق بڑے زوردار الفاظ میں دعوےٰ کیا۔ کہ یہ ایسی کتاب ہے۔ جو میں نے اللہ تعالےٰ کی خاص تائید سے لکھی ہے۔ اور کوئی انسان اس کا جواب نہیں لکھ سکتا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

فانہ کتابٌ لیس لہ جوابٌ ومن قام للجواب .... فسوف یریٰ انہ تندم و تذمر (اعجاز المسیح سرورق) کہ یہ ایسی کتاب ہے۔ جس کا کوئی جواب نہیں لکھ سکتا۔ اور جو شخص جواب دینے کی کوشش کرے گا۔ وہ جلد نادم و پشیمان ہو گا۔

پھر فرمایا:۔

ان اجتمع اٰباءھم و اجدادھم وعلماءھم وفقھاءھم وصغیرھم وکبیرھم علیٰ ان یاتوا بمثل ھذہ التفسیر فی ھذہ المدۃ القلیل الحقیر لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض کالظھیر (اعجاز المسیح) کہ اگر ان کے آباؤ اجداد۔ علماء وفقہا چھوٹے اور بڑے سب مل کر بھی اس کتاب کا جواب لکھنا چاہیں۔ تو مدت معینہ میں کبھی نہ لکھ سکیں گے۔ چنانچہ جب ایک شخص مولوی محمد حسن فیض ساکن بھیں ضلع جہلم نے اس کا جواب لکھنا چاہا۔ تو حضرت اقدس کو الہام ہوا۔ منعہ مانع من السماء (نزول المسیح صفحہ ۱۹۳) کہ اللہ تعالےٰ نے اسے جواب لکھنے سے روک دیا ہے۔ وہ ابھی اس کے متعلق نوٹ ہی لکھ رہا تھا۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر مر گیا۔ اور اس بات کا ثبوت پیش کر گیا کہ واقعی جو کچھ کہا گیا تھا۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری کتاب اعجاز احمدی ہے۔ آپ نے اسے صرف پانچ دن میں رقم فرمایا تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے علماء کو چیلنج دیا۔ کہ اگر اعجاز احمدی کا جواب میعاد مقررہ کے اندر لکھو۔ تو دس ہزار روپیہ انعام لو۔ چنانچہ اعجاز احمدی صفحہ ۳۶ پر فرمایا۔

"چونکہ میں یقینی طور سے جانتا ہوں۔ کہ خدا کی تائید کا یہ ایک بڑا نشان ہے۔ تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لاجواب کرے۔ اس لئے میں اس نشان کو دس ہزار روپیہ کے ساتھ مولوی ثناء اللہ اور اس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔"

پھر فرمایا:۔

"دیکھو میں آسمان و زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں اور خدا تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ میں صادق ہوں۔ تو کبھی ممکن نہیں ہو گا۔ کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں۔" صفحہ ۳۷

پس باوجودیکہ حضرت اقدس نے اس کتاب کا جواب لکھنے پر دس ہزار روپیہ انعام مقرر فرمایا۔ اور ان کو لو کان بعضھم لبعض ظھیرا کے مطابق مددگاروں کی بھی اجازت دی۔ اور لکھا:۔

رضیت بان تختار فی الخلق رفقۃ
وانا علی املاءھم لا نخیّر
(اعجاز احمدی)

کہ جس قدر چاہو مددگار بلا لو۔ اس کی اجازت ہے۔ اور پھر فرمایا

"اگر انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا۔ تو یوں سمجھو۔ کہ میں نیست و نابود ہو گیا۔ اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا۔" (اعجاز احمدی) مگر باوجود اس قدر انعام اور تحدی اور چیلنج کے کسی کو بھی حضرت اقدس کے مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور تمام علماء اس امر سے قاصر و عاجز رہے کہ وہ حضور کی اس تصنیف کا کوئی جواب لکھ سکیں۔ اور اس طرح عاجز رہنے سے اس امر کا ثبوت پیش کر دیا۔ کہ واقعی یہ کلام تائید ایزدی سے لکھا گیا ہے۔ جس کا مقابلہ کرنا بشری طاقت ہی سے باہر ہے۔ خاکسار ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل کبیر بالی

حکومت کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامات اور پیشگوئیاں شائع کرنے کی ممانعت کا بے بنیاد الزام

۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کا اقرار نامہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف بعض اخبارات میں ایک تحریر شائع ہو رہی ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو دستخط کئے اور جس میں حضور نے یہ اقرار کیا کہ

"آئندہ میں ایسی پیشگوئی شائع کرنے سے پرہیز کرونگا جس کے یہ معنی ہوں، یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں۔ کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی۔ یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔ میں خدا کے پاس ایسی اپیل کرنے سے بھی اجتناب کروں گا۔ کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ مورد عتاب الٰہی ہے۔ یہ ظاہر کرے۔ کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ میں کسی چیز کو الہام بتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔ جس کا یہ منشا ہو۔ اور ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو۔ کہ فلاں شخص ذلت اٹھائے گا۔ یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔ میں اس امر سے باز رہوں گا۔ کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں۔ یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں۔ جس سے ان کو درد پہنچے۔ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ دجال - کافر - کاذب - بطالوی نہیں لکھوں گا۔ میں ان کی پرائیویٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا۔ جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔"

مخالفین کا غلط استدلال

اس تحریر کی بنا پر جو اعتراض کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ "دنیا میں جتنے پیغمبر اور نبی خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے سب نے مختلف قسم کی مشکلات اور تکلیفیں برداشت کیں۔ مگر وحی الٰہی کی تبلیغ میں سرمو فرق نہ آیا۔ بڑی بڑی حکومتیں اور جابر بادشاہ انہیں مرعوب نہ کر سکے لیکن ہمارے پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ کہ حکومت کے ایک ہی نوٹس نے کمر اکھوٹا الگ کر دیا۔ فوراً سب پیشگوئیاں اور الہامات بند ہو گئے۔ اور مرزا غلام احمد صاحب نے تحریری معافی نامہ عدالت میں داخل کر کے اپنا پیچھا چھڑایا۔"

گویا اس اقرار نامہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الہامات نازل ہونے بند ہو گئے۔ اور آپ نے پھر کوئی پیشگوئی شائع نہ کی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور سراسر جھوٹ ہے۔ آپ پر یوم وصال تک الہامات نازل ہوتے رہے جو سلسلہ کے اخبارات وغیرہ میں باقاعدہ چھپتے رہے۔ ان میں عظیم الشان پیشگوئیوں کا بھی ذکر موجود ہے۔

کیا اقرار تھا

پس یہ بات بالبداہت غلط ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس اقرار نامہ کے بعد الہامات نازل ہونے بند ہو گئے۔ اور آپ نے پیشگوئیوں کا شائع کرنا ترک کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ ایسا کیا۔ اور نہ اس کے متعلق آپ نے کوئی اقرار نامہ لکھ کر دیا۔ جو کچھ آپ نے منظور فرمایا۔ اور جسے عدالت ضبط تحریر میں لائی۔ وہ یہ تھا کہ کسی کے متعلق بطور خود انذاری پیشگوئی نہ کی جائے گی۔ اور سخت الفاظ استعمال نہ کئے جائیں گے۔ اور یہ دونوں باتیں ایسی ہیں۔ جن کی اس اقرار نامہ سے بہت قبل خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے عام تحریک ہو رہی تھی۔ اور آپ مخالفین کے سامنے ان کو پیش کر چکے تھے ؛

انذاری پیشگوئیاں شائع نہ کرنے کے متعلق دو سال قبل کا اعلان

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا۔ جو کتاب البریہ کے شروع میں درج ہے۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں :-

"میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیشگوئی کی ہے لیکن نہ اپنی طرف سے بلکہ اس وقت اور اس حالت میں کہ جبکہ ان لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیشگوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی۔ چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ جن میں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ اور اصل واقعات کو چھپایا۔ اس لئے آئندہ میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی انذاری پیشگوئی کی جائے۔ بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا۔ کہ اگر کوئی انذاری پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے۔ تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے۔ جس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں رہے گی۔"

اقرار نامہ میں کوئی نئی بات نہ لکھی گئی

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شروع سے ہی یہ طریق تھا۔ کہ کسی کے متعلق انذاری پیشگوئی بطور خود شائع نہ فرماتے تھے۔ بلکہ کسی کی طرف سے تحریری طور پر مطالبہ ہونے پر اس کی نسبت پیشگوئی کا اعلان کرتے تھے لیکن ستمبر ۱۸۹۷ء میں آپ نے کسی کی تحریری اجازت کو کافی قرار نہ دیتے ہوئے یہ ضروری ٹھہرایا۔ کہ اپنے متعلق انذاری پیشگوئی کا مطالبہ کرنے والا اس بارے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت حاصل کرے۔ ورنہ اس کے مطالبہ کی طرف توجہ نہ کی جائے گی۔ اس کی ایک وجہ تو آپ نے انہی سطور میں رقم فرمائی ہے۔ اور وہ یہ کہ ڈاکٹر کلارک نے انذاری پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے اصل واقعات کو چھپایا۔ اور دوسری وجہ یہ تھی۔ کہ مارچ ۱۸۹۷ء میں لیکھرام کے متعلق جو انذاری پیشگوئی پوری ہوئی تھی۔ اور جس کا تحریری طور پر خود لیکھرام نے مطالبہ کیا تھا۔ اس پر مخالفین نے یہ شور مچا رکھا تھا۔ کہ سازش اور منصوبہ سے لیکھرام کو قتل کرا دیا گیا ہے۔ اس قسم کی غلط بیانی اور الزام تراشی کا انسداد کرنے کے لئے آپ نے ضروری سمجھا۔ کہ آئندہ اگر کوئی اپنے متعلق انذاری پیشگوئی کا مطالبہ کرے۔ تو اسے کہا جائے۔ کہ اس بات کی حاکم مجاز سے تصدیق کرالے۔ یہ بات آپ نے کسی حاکم یا افسر کے کہنے پر نہیں بلکہ بطور خود پیش فرمائی۔ اور انذاری پیشگوئی کے متعلق مخالفین جس فتنہ پردازی اور دروغگوئی سے کام لیتے تھے۔ اس کے انسداد کے لئے پیش فرمائی۔ اس کے بعد ۱۸۹۹ء میں اگر اسی مطلب کی تحریر عدالت میں لکھ کر دے دی گئی۔ تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا۔ کہ آپ پر الہامات نازل ہونے بند ہو گئے۔ اور آپ نے پیشگوئیاں شائع کرنی ترک کر دیں۔ بلکہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو بات

آپ پیش کر چکے تھے۔ اسے عدالت میں نوٹ کرا دیا گیا۔

سخت الفاظ کا استعمال

اسی طرح سخت الفاظ استعمال کرنا بھی آپ پسند نہ فرماتے تھے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ مخالفین کے ساتھ اس بارہ میں سمجھوتہ ہو جائے۔ یعنی نہ وہ درشت کلامی کریں۔ اور نہ اسی رنگ میں انہیں جواب دینا پڑے۔ چنانچہ انجام آتھم میں مخالفین کو مخاطب کرکے تحریر فرمایا۔ کہ

"میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اب سچے دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں یعنے یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح و بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں۔ یا بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں میرے مقابل میں سات آیت قرآنی کی تفسیر لکھیں۔ اور یا ایک سال تک میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں۔ اور یا اشتہار شائع کرکے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کر لیں۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کر لیں۔ کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے مونہہ بند رکھیں۔ اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں اور قہر الٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آئیں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔" (ضمیمہ ص۲۲ تا ص۳۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تصنیف ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء کو مکمل ہو چکی تھی۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ ۱۸۹۶ء سے ہی یہ تحریک فرما رہے تھے۔ کہ مخالفین سب و شتم کی عادت ترک کرکے محبت اور اخلاص کا رویہ اختیار کریں اور تکفیر و تکذیب اور بدزبانی سے مونہہ بند رکھیں۔ اور اسی وقت سے آپ چاہتے تھے۔ کہ دل آزار تحریرات کی اشاعت رک جائے۔

اب صاف ثابت ہے۔ کہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو آپ نے جو اقرار نامہ لکھا۔ اس میں صرف وہی امور ہیں۔ جن کے متعلق آپ ایک عرصہ سے کوشش کر رہے تھے۔ انذاری پیشگوئیاں شائع نہ کرنے کا آپ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء کو اعلان فرما چکے تھے اور مخالفین کو ۱۸۹۶ء سے یہ تحریک کر رہے تھے۔ کہ سب و شتم کا طریق ترک کر دیں۔ آخر جب مخالفین میں سے ایک سرکردہ شخص عدالت میں اس قسم کا اقرار کرنے پر تیار ہو گیا۔ تو آپ نے بھی اس کے متعلق اپنے اعلان کے مطابق رویہ اختیار کرنے کا وعدہ فرما لیا۔ گویا عدالتی اقرار نامہ انہی امور پر مشتمل تھا۔ جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مخالفین کو خود توجہ دلا رہے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی آرزو کی تکمیل

چنانچہ اس اقرار نامہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اشتہار شائع فرمایا۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "ہم تو ایک عرصہ گذر گیا۔ کہ اپنے طور پر یہ عہد شائع بھی کر چکے ہیں۔ کہ آئندہ کسی مخالف وغیرہ کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کریں گے۔ اور اس مقدمہ میں جو ۱۱ فروری ۱۸۹۹ء کو فیصلہ ہوا۔ ہم نے اپنے ڈیفنس میں جو عدالت میں دیا گیا ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی کسی شخص کی موت وغیرہ کی نسبت نہیں تھی۔ محض ایسے لوگوں کی غلط فہمی تھی۔ جن کو عربی سے ناواقفیت تھی۔ سو ہمارا خدا تعالیٰ سے وہی عہد ہے جو ہم اس مقدمہ سے بہت پہلے کر چکے۔ ہم نے ضمیمہ انجام آتھم کے ص۲۷ میں شیخ محمد حسین اور اس کے گروہ سے یہی درخواست کی تھی۔ کہ وہ سات سال تک اس طور سے ہم سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے مونہہ بند رکھیں۔ اور انتظار کریں۔ کہ ہمارا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت کسی نے ہماری یہ درخواست قبول نہ کی۔ اور نہ چاہا۔ کہ کافر اور دجال کہنے سے باز آ جائیں۔ یہاں تک کہ عدالت کو اب امن قائم رکھنے کے لئے وہی طریق استعمال کرنا پڑا جسکو ہم صلح کاری کے طریق سے چاہتے تھے۔" اشتہار "اپنے مریدوں کو اطلاع" تحریر شدہ ۲۶ فروری ۱۸۹۹ء

پس جو باتیں حضور کئی سال قبل کہہ چکے تھے۔ ان پر مشتمل کسی اقرار نامہ پر اگر دستخط کر دیئے۔ تو اس سے یہ مفہوم ہرگز نہیں نکل سکتا۔ کہ حکومت کے نوٹس سے سب الہامات اور پیشگوئیاں بند ہو گئے۔ اور آپ نے معافی نامہ داخل کرکے پیچھا چھڑایا۔

الہامات کی اشاعت جاری رہی

پس یہ سراسر غلط ہے۔ کہ اس اقرار نامہ کے بعد الہامات اور پیشگوئیاں بند ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو الہامات آپ کو ہوتے رہے۔ انہیں آپ برابر شائع فرماتے رہے ان میں پیشگوئیوں کا ذکر بھی موجود ہے۔ اس قسم کی غلط بیانی مخالفین پہلے بھی کئی بار کر چکے ہیں۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی تردید فرما چکے ہیں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ سچ ہے۔ کہ اس نوٹس پر میری طرف سے بھی اس عہد کے ساتھ دستخط ہیں۔ کہ میں پھر محمد حسین کی موت یا ذلت کی کوئی پیشگوئی نہیں کروں گا۔ مگر یہ ایسے دستخط نہیں ہیں۔ کہ جن سے ہمارے کاروبار میں کچھ بھی حرج ہو۔ بلکہ مدت ہوئی کہ میں کتاب انجام آتھم کے صفحہ آخر پر بتصریح اشتہار دے چکا ہوں۔ کہ ہم آئندہ ان لوگوں کو مخاطب نہیں کریں گے جب تک خود ان کی طرف سے تحریک نہ ہو۔ بلکہ اس بارے میں ایک الہام بھی شائع کر چکا ہوں۔ جو میری کتاب آئینہ کمالات اسلام میں درج ہے۔ . . . . . مجھے یہ بھی افسوس ہے۔ کہ ان لوگوں نے محض شرارت سے یہ بھی مشہور کیا ہے۔ کہ اب الہام شائع کرنے کی ممانعت ہو گئی۔ اور ہنسی سے کہا کہ اب الہام کے دروازے بند ہو گئے۔ مگر ذرہ حیا کو کام میں لا کر سوچیں کہ اگر الہام کے دروازے بند ہو گئے تھے۔ تو میری بعد کی تالیفات میں کیوں الہام شائع ہوئے۔ اس کتاب کو دیکھیں۔ کہ کیا اس میں الہام کم ہیں۔" تریاق القلوب ص۱۰۱ حاشیہ

تبلیغِ حق و اتمامِ حجت

طالبانِ ہدیٰ! بشوید آگاہ | کہ شدہ فضلِ ایزدی ناگاہ
یعنی آں مہدی و مسیحِ زماں | شدہ نازل بقادیاں باجاہ
قتلِ خنزیر کرد و کسرِ صلیب | غلبۂ دیں نمود بے اکراہ
ابرص و اکمہ را شفا بخشید | مردہ شد زندہ از دمِ آں شاہ
بادلہ و بانشاں آمد | مہر و ماہ ہر دو آمدہ چو گواہ
آسماں بارشِ نشاں بارید | ارض زادہ معالمش چو گیاہ
نائبِ حضرت رسول اللہؐ | وارثِ تختِ او و تاج و کلاہ
زندہ شد ہر نبی بہ آمدنش | انتشاں را شدہ است پشت و پناہ
بثریا معلق ایماں بود | نالَ ذا فارسیّنا ایّاہ
کرد تلقینِ دیں مسلماں را | باز گردید دیں ازو از راہ
جملہ ابرار و صادقاں صلحاء | بیعتش کردہ آمدند براہ
اَفلحَ المؤمنُ بِہٖ و نجی | سَوَّدَ اللّٰہُ وَجہَ مَن آذاہ
آفتابِ ہدیٰ است مہرِ منیر | از برائے ہدایتِ گمراہ

"گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؟"

ابو البشیر مہدی احمدی (مولوی فاضل)
سری نگر کشمیر

نظارتوں کے اعلانات

ماہواری تبلیغی نقشہ اور احمدی جماعتیں

مجھے یہ بات معلوم کر کے بہت افسوس ہوا ہے کہ سوائے معدودے چند جماعتوں کے باقی سب جماعتیں نقشہ تبلیغ بھیجنے میں تساہل سے کام لیتی ہیں اور بعض جماعتوں کی طرف سے مدت ہوئی کبھی ایک آدھ نقشہ بھی موصول نہیں ہوا۔ یہ تو ممکن نہیں کہ کوئی احمدی جماعت تبلیغ سے غافل ہو۔ کیونکہ ہم احمدیوں کے لئے تبلیغ ایسی ہی ہے جیسا کہ مچھلی کے لئے پانی۔ لیکن جب تک دفتر میں کسی جماعت کے تبلیغی کارنامے نہ پہنچائے جائیں۔ کسی کو ان سے کیا اطلاع ہو سکتی ہے۔ پھر یہ تبلیغی نقشہ ماہوار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ نیز "الفضل" میں اس کی اشاعت کرائی جاتی ہے۔ جن جماعتوں کی طرف سے رپورٹ نہیں آتی۔ ان کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں شکایت کو لکھنا پڑتا ہے۔ اس غفلت کے جوابدہ صرف سکرٹریان تبلیغ ہی نہیں بلکہ امراء اور نائب مہتممان تبلیغ بھی اس سے بچ نہیں سکتے۔ ان پر ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

امید ہے۔ کہ جماعتیں اپنی اپنی جماعت کا نقشہ تبلیغ ماہواری جلد دفتر میں پہنچا دیں گی۔ ورنہ نہ بھیجنے والی جماعتوں کی رپورٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں کرنی پڑے گی۔ احباب کو اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے آئندہ شکایت کا موقع نہ دینا چاہیئے

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

ماہواری ٹریکٹوں کیلئے اخراجات کی ضرورت

ماہواری ٹریکٹ جماعتوں کو برابر مفت بھیجے جا رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ بھجوائے جائیں گے۔ مگر ان کے اخراجات کے لئے ۱۲۰۰ روپیہ بشرط بہ آمد رکھا گیا ہے۔ یعنی اگر جماعتیں یہ رقم دیدیں گی۔ تو یہ خرچ چل سکیگا اس لئے تمام جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اس میں روپیہ ارسال کرتے رہیں۔ تاکہ یہ سلسلہ جاری رہ سکے۔ بجٹ بغیر شرط آمد کے آٹھ سو روپیہ ہے جس سے یہ کام اس وقت تک جاری ہے مگر اب اگر مزید آمد نہ ہوئی تو یہ سلسلہ جاری رہنا مشکل ہے اس لئے احباب جماعت کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)

واپسی قرضہ

واپسی قرضہ ساٹھ ہزار روپیہ ماہ اگست میں بجائے ایک ہزار روپے کے دو ہزار روپیہ ادا کیا جا رہا ہے۔ اور قرعہ میں مندرجہ ذیل احباب کے نام نکلے ہیں۔ ان صاحبان سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے سارٹیفکیٹ قرضہ جو ان کو دیئے گئے تھے۔ جس قدر جلد ممکن ہو خاکسار کے نام ارسال فرمائیں۔ ان سارٹیفکیٹوں کے مل جانے پر روپیہ فوراً احباب کے نام بھیج دیا جائے گا۔

ملک صاحب خانصاحب نون ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ	ایک ہزار روپیہ
شیخ محمد اکرام صاحب قادیان	ایک سو روپیہ
مولوی غلام مجتبیٰ صاحب	"
مولوی فتح محمد صاحب ہیڈ ماسٹر چک ۴۵ ب ۱۲ تحصیل منٹگمری	"
ڈاکٹر رحیم بخش صاحب ٹمانہ۔ ضلع جھنگ	"
خان حامد حسین صاحب چیف ریڈر خیر نگر۔ میرٹھ	"
ڈاکٹر حاجی خان صاحب یوسف زئی میڈیکل آفیسر کنڈکوٹ	"
حافظ عبد الغنی صاحب حیدر آباد دکن	"
ماسٹر خیر الدین صاحب اسراوتی	"
منشی امام الدین صاحب بھریالوی۔ کیوری ضلع سورت	دو سو روپیہ

فرزند علی عفی عنہ۔ ناظر امور عامہ سفے لاج۔ شملہ
Fay Lodge, Simla

ہوزری کے متعلق اعلان

اللہ تعالےٰ کے فضل سے دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ۔ قادیان کی مشینیں پہنچ گئی ہیں۔ اور ان کو فٹ کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ العزیز چند دنوں تک ہوزری کا تیار کردہ مال پیش کیا جا سکے گا۔

کام کو عمدہ پیمانہ پر چلانے کے لئے کچھ روپیہ کی ضرورت تھی۔ جس کے لئے آخر جولائی ۳۴ء میں تمام احمدی جماعتوں کی خدمت میں حصص کی خرید کے لئے تحریک کی گئی تھی جن جماعتوں نے اس وقت تک اس تحریک پر عمل نہیں کیا۔ ان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ بہت جلدی دوستوں میں حصص تقسیم کریں اور فارم درخواست معہ ۲ روپیہ فی حصہ کمپنی کو ارسال کر دیں۔

جیسا کہ تحریک میں واضح کیا گیا ہے اس کمپنی کے حصص خریدنا ہر ایک صاحب استطاعت بھائی کا نہ صرف فرض ہے۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے حکم کی تعمیل بھی ہے۔ امید ہے کہ تمام جماعتیں بہت جلدی کوشش کر کے اپنی اپنی کارگذاری سے مطلع فرمائینگی۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

چند نوجوانوں کی ضرورت

جہلم۔ کیمل پور اور گجرات کے اضلاع میں سے فوج میں بھرتی ہونے والی قوموں کے چند نوجوان جو مڈل پاس ہوں۔ اور جن کی عمر ۱۴ اور ۱۸ سال کے درمیان ہو۔ پولیس کے محکمہ کے لئے عنقریب بھرتی کئے جائیں گے۔ قد ۵ فٹ ایک انچ سے کم نہ ہو۔ صحت اچھی ہو۔ شروع میں ۱۵ روپے ماہوار تنخواہ ہوگی۔ راشن اور وردی مفت ملیگی۔ فی الحال بمبئی میں کام سیکھنا ہوگا۔ آئندہ ترقی کی کافی گنجائش ہے۔ امیدوار اپنی درخواستیں لوکل پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ نظارت امور عامہ میں بھیجدیں۔ (ناظر امور عامہ۔ قادیان)

شفیع احمد صاحب دہلوی کے متعلق اعلان

شفیع احمد صاحب محقق دہلوی کے متعلق احمدیوں اور غیر احمدیوں کی طرف سے مرکز میں رپورٹیں آئی ہیں۔ کہ وہ مختلف مقامات پر اپنے اور سلسلہ عالیہ کے متعلق بعض ایسی غلط۔ مبالغہ آمیز اور نازیبا باتیں بر سر عام کرتے ہیں۔ جن سے فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور جس کی روک تھام ضروری ہے۔ لہذا اخبار کے ذریعہ عام اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر آئندہ محقق صاحب کسی جگہ پھر ایسی گفتگو کرتے ہوئے پائے جائیں۔ تو جماعت کے احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کے متعلق فوراً نظارت امور عامہ میں اطلاع بھیجیں۔

ناظر امور عامہ۔ قادیان

قابل توجہ مبلغین و محصلین سلسلہ عالیہ احمدیہ

صدر انجمن احمدیہ نے ایک ریزولیوشن میں یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ مبلغین و محصلین جماعت علاوہ دیگر فرائض کے وصایا کے لئے بھی کوشش کر کے ہر سال کم از کم دس نئے اصحاب سے وصیت کروا کر دفتر ہذا میں منظوری کے لئے بھجوایا کریں مجھے افسوس ہے کہ اس وقت تک اس فیصلہ اور اپنے فرض کی طرف بہت کم اصحاب نے توجہ کی ہے۔ میں اس اعلان کے ذریعہ سلسلہ کے مبلغین اور محصلین کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ براہ مہربانی سال رواں میں اپنے فرض کی ادائیگی میں کوشش کر کے دس نئے موصی پیدا کریں۔ اور اپنی اس کارگزاری کی رپورٹ علیحدہ طور پر مجھے اول تو ہفتہ وار ورنہ ماہوار ضرور بھیجا کریں ورنہ میں مجبور ہونگا کہ ان کی اس کم توجہگی کے لئے ان کے افسران صیغہ کو بھی توجہ دلاؤں۔ (سکرٹری دفتر وصیت مقبرہ بہشتی قادیان)

مراسلات

پادری عبد الحق صاحب کا الہ آباد میں مناظرہ سے فرار

میں لکھنؤ تھا۔ کہ مرکز سے مجھے حکم آیا۔ کہ الہ آباد میں عیسائیت اور اسلام کے مابین مناظرہ قرار پایا ہے۔ اور الہ آباد کے احمدی احباب غیر احمدی صاحبان کی خواہش پر درخواست کرتے ہیں۔ کہ ایک احمدی مناظر وہاں ضرور پہنچے۔ مناظرہ ۳۱ جولائی سے ۲ اگست تک رہے گا۔ میں نے اس خیال پر کہ شاید مناظرہ مجھے کرنا پڑے۔ اپنی ناسازی طبع کا خیال کر کے مولوی محمد نذیر صاحب کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور ۳۰ اگست کو الہ آباد پہنچ گیا۔ جانے پر معلوم ہوا۔ کہ غیر احمدی صاحبان نے مناظرہ کے لئے باہر سے علما بلائے ہیں۔ اور مناظرہ کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری پیش ہوا کریں گے۔ میں نے اس خیال پر کہ بلا ضرورت یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔ اگر کوئی صورت گفتگو کی پیدا ہو جائے۔ تو بہتر ہے۔ پادری صاحبان کو ایک رقعہ لکھا۔ کہ اگر پادری عبد الحق صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کے علاوہ احمدیوں سے مناظرہ کے لئے مستعد ہوں۔ تو ہم بڑی خوشی سے انہی شرائط مسلمہ پر مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ اس رقعہ کا کوئی جواب نہ آیا۔ ہاں پادری عبد الحق نے حامل رقعہ سے زبانی کہا۔ کہ میں کوئی پتھر ہوں۔ کہ دوسرے مسلمانوں سے بھی مناظرہ کروں۔ اور پھر احمدیوں سے بھی کروں۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا۔ کہ میں احمدیوں سے بھی مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ پھر ۳۱ جولائی کی شام کو محمد علی پارک میں ملاقات کے وقت کہا۔ کہ مضامین زیر بحث میں سے بعض مضامین پر آپ بھی مجھ سے مناظرہ کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا۔ بہت اچھا۔ لیکن پبلک نے پسند کیا۔ کہ پہلے مولوی ثناء اللہ صاحب کے مناظرہ کا سلسلہ ختم ہولے۔ تو بعد میں احمدیوں سے مناظرہ ہو جائے۔ یکم اگست کو پادری ایم بشیر خاں سکرٹری انجمن بشارت المسیحیت بعض رفقا کو ساتھ لے کر ہماری فرودگاہ پر آئے۔ اور کہا۔ کہ پادری عبد الحق صاحب نے مجھے پیغام دیا ہے کہ میں مناظرہ اس شرط پر کر سکتا ہوں۔ کہ نئی شرائط مناظرہ طے کی جائیں۔ میں نے کہا۔ کہ سابقہ شرائط جو آپ کی مسلمات سے ہیں مجھے جب انکے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں۔ اور میں ان سب کو تسلیم کرتا ہوں۔ تو آپ کو اپنی مسلمہ شرائط کے دوبارہ تسلیم کرنے میں کیوں عذر ہے۔ کیا ان شرائط میں کوئی کمی یا نقص ہے تو ان ناقص شرائط پر کیوں مناظرہ کرنا منظور کر لیا۔ اور اگر نہیں تو رہنے دیں۔ میں انہی کو منظور کر لیتا ہوں۔ لیکن پادری صاحبان نے ایک نہ مانی۔ وہ بدستور مصر رہے۔ کہ نئی شرائط پر مناظرہ ہو۔ رات کو جب مناظرہ ہو گئے۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے پادری عبد الحق صاحب سے میرا بھی ذکر کر دیا۔ کہ وہ بھی میرے پاس دیکھو بیٹھے ہیں۔ پادری صاحب نے کہا۔ میں ان سے بھی مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ ان کے اس کہنے پر میں کھڑا ہو گیا۔ اور دس بارہ ہزار کے مجمع کے سامنے باآواز بلند للکار کر کہا۔ کہ پادری صاحب اسی وقت اور اسی جگہ اور انہی شرائط پر کہ جن پر آپ مولوی صاحب سے مناظرہ کر رہے ہیں۔ میں ابھی تیار ہوں لیکن پادری صاحب پھر نہ بولے۔ اور نہ کچھ جواب دے سکے۔ میری اس بات سے پبلک نے ایک خاص اثر محسوس کیا۔ اور بہت سے لوگ حیران تھے کہ پادری عبد الحق صاحب اس آواز کے سامنے پھر کچھ نہ بول سکے۔ پھر میں نے تیسرے دن ایک رقعہ صدر صاحب کو بھی لکھ کر دیا۔ کہ پادری عبد الحق صاحب سے میں مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ انہیں فرمائیں۔ کہ وہ ہم احمدیوں سے بھی مناظرہ کریں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے مناظرہ کے آخری دن ہم منشی ظہور الدین احمد صاحب کے مکان پر بیٹھے تھے۔ کہ کئی پادری صاحبان معہ عبد الرب صاحب کے جو مشہور وکیل اور معزز شہری ہیں۔ ہمارے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں۔ کہ شرائط مناظرہ طے کر لی جائیں۔ میں نے کہا۔ پہلی شرائط پر مناظرہ کرنے میں آپ صاحبان کو کیا عذر ہے۔ عذر تو کچھ نہ بیان کیا۔ البتہ یہ کہا۔ کہ آپ ہماری درخواست ضرور منظور کر لیں۔ اور نئی شرائط کا تصفیہ ہو جائے۔ عبد الرب صاحب وکیل نے بھی بہت سفارش کی۔ کہ آپ اس عرض کو جو پادری صاحبان پیش کرتے ہیں۔ ضرور مان لیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ چلو مان لیتے ہیں۔ آپ نئی شرائط پیش کریں۔ کہنے لگے۔ کہ آپ ہی پیش کریں۔ میں نے کہا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب سے جو مناظرہ ہوا ہے۔ اس میں مضامین زیر بحث تثلیث توحید۔ کفارہ اور نجات تھے۔ اب آپ یہ مضامین رکھ لیں۔ کہ بائیبل کامل الہامی کتاب ہے یا قرآن کریم۔ کہنے لگے۔ کچھ اور بھی۔ میں نے کہا۔ یہ رکھ لیں۔ کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ یا عیسائیت۔ پادری صاحبان پھر بولے کچھ اور بھی۔ میں نے کہا۔ اور کیا۔ کہنے لگے مرزا صاحب کی صداقت کا مسئلہ میں نے کہا۔ آپ اس مسئلہ کو ان پیش کردہ دونوں بحثوں کے درمیان لانا چاہیں۔ تو لا سکتے ہیں۔ ہم آپ کو منع نہیں کرتے۔ کہنے لگے۔ اس طرح نہیں۔ بلکہ مرزا صاحب کی صداقت کا مضمون الگ مستقل طور پر رکھا جائے۔ میں نے کہا یہ بھی منظور۔ کہنے لگے کچھ اور۔ میں نے کہا۔ کیا۔ کہنے لگے۔ مرزا صاحب کے الہامات بھی زیر بحث لائے جائیں۔ میں نے کہا یہ بھی منظور۔ اس کے بعد کہنے لگے۔ ایک اور بات بھی منظور کریں۔ میں نے کہا وہ کیا۔ کہنے لگے۔ وہ یہ کہ مرزا صاحب کی صداقت کا مضمون سب سے پہلے بحث میں رکھا جائے۔ میں نے کہا چلو یہ بھی منظور۔ لیکن ایک شرط پر اور وہ یہ ہے۔ کہ چونکہ مضامین کی ترتیب طبعی یہ ہے۔ کہ پہلے بائیبل کے کامل الہامی ہونے پر بحث ہو۔ پھر قرآن کریم کے کامل الہامی ہونے پر۔ عالمگیر مذہب پر۔ اس کے بعد حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور آپ کے الہامات پر۔ مگر آپ اس ترتیب کو بگاڑتے ہیں۔ اس لئے نیچے یہ نوٹ درج کیا جائے۔ کہ مضامین زیر بحث کی ترتیب پیشکردہ احمدیوں کی طرف سے نہیں۔ بلکہ پادریوں کی طرف سے ہے۔ چنانچہ یہ نوٹ ہم نے شرائط منظور کردہ کے نیچے لکھ دیا۔ جس کے ماننے پر پادری صاحبان بادل نخواستہ مجبور ہو گئے۔

اس کے بعد پادری صاحبان بولے۔ کہ ابھی کچھ اور بھی ہے۔ میں نے کہا۔ وہ کیا۔ کہنے لگے۔ بحث الہ آباد شہر میں نہ ہو۔ بلکہ الہ آباد سے دو میل کے فاصلہ پر ایک بستی ہے۔ وہاں ہو۔ میں نے کہا۔ میں نے یہ سب شرائط الہ آباد کی پبلک کے سامنے مناظرہ کرنے کی غرض سے تسلیم کی ہیں لیکن آپ مقام بھی بدلتے ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس پر کہنے لگے۔ کہ یہ تو ضرور ہو گا۔ آخر اسی عذر کو ہاتھ میں لے کر اٹھ بھاگے۔ بعد میں ان کی یہ شرط بھی منظور کر لی گئی کہ چلو اسی بستی میں سہی۔ لیکن جواب ملا۔ کہ پادری عبد الحق صاحب کہتے ہیں۔ کہ میرے پاس مناظرہ کے لئے اب کوئی وقت نہیں۔ اور میں واپس جا رہا ہوں۔ اس طرح الہ آباد کی پبلک پر واضح ہو گیا۔ کہ واقعی پادری صاحبان احمدیوں سے بھاگتے۔ اور گھبراتے ہیں۔ الہ آباد کے پادریوں نے الہ آباد کی اسلامی انجمن کے ساتھ بار بار خط و کتابت میں عبد الحق کو فاتح قادیان لکھا۔ لیکن پبلک نے دیکھ لیا۔ کہ عبد الحق مسیح موعود کے ادنےٰ خادموں سے بھی کس طرح سے بھاگتا ہے۔ لوگوں کے قلوب پر یہ اثر تھا۔ کہ وہ مکان پر ہمارے ملنے کے لئے بار بار آتے۔ اور احمدیت کی تعریف کرتے۔ الحمد للہ علی ذالک

خاکسار غلام رسول راجیکی

جماعت احمدیہ تھہ غلام نبی کے عہدیدار

زین العابدین صاحب کی بجائے میاں محمد فضل کریم صاحب کو جماعت احمدیہ تھہ غلام نبی کا جنرل سکرٹری اور سکرٹری مال اور میاں محمد اسمٰعیل صاحب کو محاسب منظور کیا جاتا ہے۔ (ناظر اعلیٰ)

ایک معقول کتاب کے خلاف آریوں کا بے جا شور

چند سال ہوئے خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی نے نہایت سنجیدہ۔ متین اور شائستہ پیرایہ میں ایک کتاب "سوامی دیانند اور ان کی تعلیم" لکھی تھی۔ اور یہ دعویٰ سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس ساڑھے چار سو صفحات کی ضخیم کتاب میں ایک لفظ بھی خلاف تہذیب۔ سخت اور اشتعال انگیز نہیں۔ لیکن چونکہ رائی کا پہاڑ اور پر کا کوا بنا دینے میں آریہ سماجی استاد ہیں۔ لہذا ایسی کتاب کے خلاف بھی وہ طوفان بے تمیزی مچا رہے ہیں۔ کتاب کو ضبط کرانے اور مصنف وغیرہ پر مقدمہ چلانے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ جب اب سے چند سال پہلے یہ کتاب شائع ہوئی اور ہندوؤں اور آریہ سماجیوں نے خریدی بھی تھی۔ چنانچہ چار کتابیں آریہ سماج پانی پت نے خریدی تھیں۔ اور ایک کتاب آریہ مسافر لاہور نے منگائی تھی۔ اس وقت کسی آریہ سماجی کو اس کے خلاف لکھنے اور اس کے ضبط کرانے کا خیال کیوں نہ آیا۔ اور تو اور لالہ الوپ چند صاحب آفتاب جنہوں نے بڑے طمطراق کے ساتھ اس کا ایک نام نہاد جواب بھی شائع کیا ہے انہیں بھی اس کا احساس نہ ہوا۔ کہ کتاب ضبط کرانے کے قابل ہے۔ تو اب باسی کڑھی میں ابال آنیکا کیا مطلب۔

مگر حیرت ہے۔ ان دنوں آریہ اخبارات نے محترم مصنف کتاب کو بھٹیاریوں اور بازاریوں کی طرح گالیاں دینی شروع کر رکھی ہیں۔ ذرا ملاحظہ ہو آرین تہذیب و شائستگی اڈیٹر صاحب آریہ گزٹ اپنے اس چند سطری مضمون میں لکھتے ہیں۔ "پانی پت کا کوئی متعصب اور بد زبان مولوی غلام الحسنین ہے اس نے ایک کتاب بنام "سوامی دیانند اور ان کی تعلیم" لکھی ہے ..... اس اندھے مولوی نے جو نالائقی کی ہے وہ قابل نفرت اور ناقابل معافی ہے .. .. اس کے اقتباسات .... پڑھ کر تو خون ابلنے لگ جاتا ہے اور اس میں اتنی گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ اس مولوی کو جس نے یہ کتاب لکھی ہے اس کا دماغ درست کرنے کی پریرنا ہوتی ہے"۔

اس سارے قصے میں مزیدار بات یہ ہے۔ کہ اڈیٹر صاحب نے کتاب "سوامی دیانند اور ان کی تعلیم" کے متعلق شور تو اس قدر مچایا۔ مگر خیر سے اصل کتاب کو دیکھا تک نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "باوجود بسیار کوشش کے مولوی مذکور کی اصلی کتاب ہمیں نہیں مل سکی"۔ اور جب اڈیٹر آریہ گزٹ کا یہ حال ہے۔ تو ان کی تحریک پر جو سماجیں شور مچا رہی ہیں۔ انہوں نے کہاں وہ کتاب دیکھی ہوگی۔

یہ محض جھوٹ ہے کہ کتاب حاصل کرنے کے لئے "بسیار کوشش" کی گئی۔ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے "بسیار کوشش" تو درکنار کتاب کو حاصل کرنے کا خیال تک بھی نہیں کیا۔ پنجاب اور یوپی کے تمام مشہور اور معتمد اخبارات میں کتاب مذکور پر ریویو شائع ہوئے وہ ان میں پتہ دیکھ کر کتاب منگوا سکتے تھے۔ یا جب کتاب مذکور کا نام نہاد جواب "رشی کا بول بالا" ان کو بغرض ریویو بھیجا گیا تھا تو اس پر ریویو کرنے سے پہلے مصنف جواب سے اصل کتاب یا اس کے ملنے کا پتہ منگواتے اور اسے دیکھنے کے بعد پھر ریویو کرتے۔ مگر انہوں نے کچھ نہ کیا۔ اور جو کچھ دل میں آیا لکھ مارا۔ اگر اڈیٹر صاحب ذرا سا ہاتھ ہلا کر ایک کارڈ ہمیں لکھ دیتے۔ تو کتاب فوراً بذریعہ وی پی ان کی خدمت میں روانہ کر دی جاتی۔

غرض ہم نہایت پُر زور الفاظ میں یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ ہرگز مصنف "سوامی دیانند اور ان کی تعلیم" نے کوئی لفظ یا فقرہ اپنی کتاب میں خلاف تہذیب دل آزار یا اشتعال انگیز نہیں لکھا۔ یہ محض آریوں کا خلاف واقعہ اور غلط پروپیگنڈہ ہے۔ کہ ایسی مہذب اور سنجیدہ کتاب کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ جو شخص چاہے کتاب ہم سے منگا کر ہمارے دعویٰ کی صداقت کو پرکھ سکتا ہے لیکن یہ ہم ضرور کہیں گے۔ کہ "سوامی دیانند اور ان کی تعلیم" تو نہیں مگر "ستیارتھ پرکاش" یقیناً ضبط ہونے کے قابل ہے۔ جس میں علاوہ اس کے کہ صریح باغیانہ تعلیم موجود ہے ملک معظم کی رعایا کے مختلف فرقوں میں باہمی منافرت پھیلانے اور ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور حقارت ڈلوانے کے لئے بھی کافی سے زیادہ مواد موجود ہے۔ چنانچہ اس میں سناتن دھرمیوں جینیوں سکھوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے مذہب ان کی مذہبی کتابوں ان کے پیشواؤں اور ان کے بزرگوں کو برا بھلا کہنے گالیاں دینے توہین کرنے اور ان کا مذاق اڑانے میں کسی قسم کی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی گئی۔ پس ضبط ہونیکے قابل ستیارتھ پرکاش ہے۔ نہ کہ وہ کتاب جس کے متعلق ہم تمام آریوں کو بڑے زور سے چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس میں سے ایک فقرہ بھی دل آزار اور خلاف تہذیب دکھائیں۔ خاکسار شیخ محمد اسمٰعیل از

ریاست پٹیالہ اور فرقہ وارانہ ملازمتیں

۱۶ اگست ۱۹۳۴ء فائننس منسٹر ریاست پٹیالہ نے فائننس اور اکوئنٹنٹ جنرل دفتروں کے متعلق یہ اعلان نافذ کیا ہے۔ کہ اس حقیقت کے پیش نظر کہ ان دونوں دفتروں کی ملازمتوں میں مسلمانوں اور سکھوں کا عنصر بہت کم ہے۔ آئندہ خالی آسامیوں پر ان دونوں قوموں کے افراد کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ اس حکم کے ماتحت میں چند معروضات پیش کی جاتی ہیں۔ امید ہے۔ افسران متعلقہ ہمدردانہ غور فرما کر مسلم رعایا پٹیالہ کو شکر گذاری کا موقعہ دیں گے۔

ریاست پٹیالہ کی کل آبادی پندرہ لاکھ کے قریب ہے۔ جس میں مسلم آبادی سکھوں اور ہندوؤں کی مجموعی تعداد کے برابر ہے۔ اور ریاست کی کل آمدنی ایک کروڑ ساڑھے سینتیس لاکھ میں سے نصف مالیہ تقریباً مسلمانوں کے پاس سے آتا ہے۔ لہذا عین مناسب ہوگا اگر سرکار پٹیالہ چھوٹی اور بڑی ملازمتوں میں مسلم آبادی کا تناسب ملحوظ رکھے۔ اور اسی تناسب کے مطابق کلرک۔ گزیٹڈ افسران۔ اور وزرا منتخب کئے جائیں۔ مسلمان وزرا کی اس لئے بھی ضرورت ہے۔ کہ اس وقت سب کے سب وزرا غیر مسلم ہیں۔ جن سے اس حکم کی پوری تعمیل ہونی ناممکن ہے اس کے علاوہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی خدمت میں یہ بات بھی مؤدبانہ عرض کی جاتی ہے۔ کہ اس حکم کو کسی خاص محکمہ تک محدود نہ رکھا جائے۔ بلکہ سب پر حاوی کیا جائے۔ کیونکہ مسلمان ملازم ہر جگہ میں بہت کم ہیں۔ یہ امر بھی خاص توجہ کا محتاج ہے۔ کہ یہ حکم محض سکھوں کے فائدے کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔ بلکہ مسلمانوں کو بھی اس سے فائدہ پہنچایا جائے۔ کیونکہ ملازمتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی سکھوں سے بھی کم تر ہے۔ بحالیکہ آبادی اور ادائیگی مالیہ کے لحاظ سے مسلمان سکھوں سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

آخیر میں یہ التماس ہے۔ کہ اس حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی خاص ذریعہ اختیار کیا جائے۔ اسی ذیل میں مناسب ہوگا کہ سہ ماہی۔ ششماہی یا سالانہ رپورٹ اخبارات میں پبلک کی آگاہی کے لئے شائع کرائی جائے۔

ناچیز۔ خادم۔ بی۔ اے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنڈت جواہر لال نہرو کو ۲۳ اگست الہ آباد میں حکومت صوبجات متحدہ نے گرفتار کر کے نینی تال سنٹرل جیل بھیج دیا۔

واردھا سے ۲۳ اگست کی اطلاع کے مطابق گاندھی جی سے دریافت کیا گیا۔ کہ آیا پنڈت مالویہ کی جدید نیشنلسٹ پارٹی کانگرس کے نام پر انتخاب اسمبلی میں حصہ لے سکتی ہے یا نہیں تو گاندھی جی نے کہا یہ صرف پارلیمنٹری بورڈ کو ہی اختیار حاصل ہے۔ کہ وہ کانگرس کے نام پر انتخاب میں حصہ لے۔

سر ہنری کریک نے ۲۳ اگست کو اجلاس اسمبلی میں مسٹر رنگا آئر کے اس اعتراض کی تردید کی۔ کہ گذشتہ اجلاس میں حکومت اور نیشنلسٹ پارٹی کے لیڈر کے درمیان باہمی سازش کے باعث مندر پرویش بل کو پیش نہیں ہونے دیا گیا۔ مسٹر رنگا آئر نے مداخلت کرتے ہوئے اپنے بیان کے متعلق سر ہنری کریک اور ڈاکٹر گوڑ سے معافی طلب کر لی۔

مندر پرویش بل ۲۴ اگست کو اسمبلی میں پیش ہوا۔ سر ہنری کریک نے کہا کہ جو آراء اس وقت تک موصول ہوئی ہیں ان میں سے اکثریت بل کے خلاف ہے۔ یہ مخالفت محض قدامت پسند طبقہ تک محدود نہیں بلکہ مقامی حکومتوں اور بلدیات ایسوسی ایشنوں نے بھی اس کی مخالفت کی ہے اچھوتوں کے بعض طبقات بھی اس پر متفق الرائے نہیں۔ بعض نے تو صریح مخالفت کی ہے اور بعض نے مخالفت میں زور استدلال سے کام لیا ہے۔ تائید زیادہ تر شہری طبقوں کی طرف سے ہوئی ہے۔ اور وہ بقول مسٹر آئر مندروں میں جانے والے لوگ نہیں۔ سیاسی جماعتوں نے اس کی حمایت کی ہے لیکن ان کا نقطہ نظر بھی سیاسی ہے مذہبی نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے ان سے ہمدردی ضروری ہے لیکن حکومت نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے بل کی مخالفت کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے ان احسانات کا تفصیلی ذکر کیا جو حکومت نے اچھوتوں پر کئے ہیں۔ باقی ممبران نے بھی تقریریں کیں۔ چونکہ بل کی بالعموم مخالفت ہو رہی تھی۔ اس لئے مسٹر رنگا آئر نے بل کو واپس لے لیا۔

کلکتہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ یہ تجویز ابھی تک زیر غور ہے۔ کہ ہندوؤں کا ایک ڈیپوٹیشن لنڈن بھیجا جائے جو کمیونل ایوارڈ کے خلاف وہاں پراپیگنڈا کرے۔

حکومت ترکی انگورہ کی ایک اطلاع کے مطابق پچاس ہوائی جہاز حکومت روس سے خرید رہی ہے تاکہ اپنی جنگی طاقت میں اضافہ کرے۔

ہر ہٹلر نے جرمنی کا پریذیڈنٹ بن جانے کے بعد برلن سے ۲۲ اگست کی اطلاع کے مطابق اس امر کی کوشش شروع کر دی ہے۔ کہ غیر ملکی عنصر کو جرمنی سے خارج کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی طلباء کو غیر ملکی سمجھ کر ان کا جرمنی میں رہنا مشکل بنا دیا جائے گا۔ اور ان پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد کر دی جائیں گی۔ کیونکہ ہٹلر اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ غیر ملکی عنصر اس کے ملک میں کسی قسم کا خطرہ پیدا کر سکے۔

نئی دہلی سے ۲۲ اگست کی اطلاع ہے کہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۴ء سے ٹیلیفون کی سالانہ فیس میں تخفیف کر دی جائے گی۔

مدراس پریذیڈنسی کے محکمہ پولیس کی رپورٹ بابت ۱۹۳۳ء مظہر ہے کہ اس سال سب سے پہلی مرتبہ اس پریذیڈنسی میں دہشت انگیزی کا بیج بونے کی کوشش کی گئی جس کا باعث شمالی ہندوستان کے انقلاب پسندوں کی اس صوبہ کی جیلوں میں موجودگی تھی۔ جب یہ لوگ یہاں آ گئے تو مدراس کے کانگرسی نوجوان سول نافرمانی کے سلسلہ میں سزایاب ہو کر جیلوں میں گئے۔ اور انقلاب پسندوں کے زیر اثر تحریک دہشت انگیزی کے حامی بن گئے۔

سی پی کونسل میں ۲۲ اگست کو ساہوکارہ بل پاس ہو گیا اس بل میں قرضداروں کے لئے بہت سے تحفظات رکھے گئے ہیں۔

دہشت پسندوں کی سرگرمیوں کے پیش نظر کلکتہ میں ۲۲ اگست کو مقامی سپیشل برانچ پولیس نے شمالی حصہ کے تقریباً ایک درجن مقامات پر چھاپے مارے۔ اور چھ بنگالی نوجوانوں کو گرفتار کیا۔ خانہ تلاشی کے دوران میں پولیس نے کیمیائی مادہ کی چند شیشیاں بھی برآمد کیں۔ جن میں مادہ آتشگیر تھا۔

موضع ستار (مدورا) میں ۲۳ اگست کو ایک شخص کے ہاں آگ لگ گئی جو تند ہوا کی وجہ سے آناً فاناً پھیل گئی اور سینکڑوں مکان خاکستر ہو گئے۔ ایک لڑکی جل کر مر گئی اور ۵۸ اشخاص مجروح ہوئے۔ متعدد مویشی بھی نذر آتش ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ تیس ہزار روپیہ کیا جاتا ہے۔

پٹنہ سے ۲۴ اگست کی اطلاع ہے کہ دریائے سون اور دریائے گنگا میں طغیانی آنے کی وجہ سے علاقہ بہار میں خوفناک سیلاب آ گیا ہے۔ انسانوں مویشیوں اور جنگلی جانوروں کی لاشیں پانی میں بہی جا رہی ہیں۔ ریلوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ہے۔ اور آرہ شہر سخت خطرے کی حالت میں ہے۔ اس وقت تک سو میل کا رقبہ زیر آب ہے۔

کپورتھلہ سے ۲۴ اگست کی اطلاع ہے کہ جالندھر کے اکیس اور پھگواڑہ کے پانچ احراریوں نے تحریری معافی مانگ کر جیل سے رہائی حاصل کر لی ہے۔

مسولینی نے ۲۴ اگست کو ڈلوگنا (اٹلی) میں فوجی جرنیلوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ انہیں اٹلی کے باشندوں کو مکمل طور پر فوجی بنانا چاہیئے۔ کیونکہ قوموں کی زندگی یا موت ان کی فوجی طاقتوں پر ہی منحصر ہوتی ہے جب جنگ کا بگل بجے تو اٹلی کے ہر باشندے کو اس میں شامل ہونے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ اگرچہ کوئی بھی یورپ میں جنگ شروع ہونا پسند نہیں کرتا لیکن جنگ بارش کے پانی کی طرح آسمان میں موجود ہے۔ اور خطرہ ہے کہ وہ کسی وقت برس پڑے۔

اخبار "سن" بمبئی کو اس کے نامہ نگار کی طرف سے لنڈن سے اس مضمون پر مشتمل ایک بحری تار موصول ہوا ہے۔ کہ آنریبل مسٹر نیو اس شاستری سے پرائیویٹ طور پر کہا گیا ہے کہ وہ مدراس کی گورنری منظور کر لیں۔ اور انہوں نے منظور کر لیا ہے۔ مسٹر جناح اور سر فضل حسین کے متعلق بھی خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں سے کسی کو گورنر بنایا جائے گا۔

ڈیلی ایکسپریس لنڈن کے نامہ نگار کی اطلاع کی بنا پر بمبئی کے ایک اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ لارڈ ولنگڈن کو یہ پیشکش کی گئی تھی۔ کہ ان کے عہدہ کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔ مگر انہوں نے اس کو نامنظور کر دیا ہے۔

انڈیا بل کے متعلق توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ دسمبر میں پارلیمنٹ میں پیش ہوگا۔ اور مارچ ۱۹۳۵ء میں پاس ہو جائیگا

حکومت ہند کے سکرٹریٹ کے لئے ٹائپسٹ اور معمولی گریڈ کی کلرکی کے لئے شملہ سے ۲۳ اگست کی اطلاع کے مطابق آئندہ مقابلہ کا امتحان ۳ دسمبر ۱۹۳۴ء کو ہوگا۔ درخواست کرنے کے مجوزہ فارم سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ سے مل سکتے ہیں۔

میونخ (جرمنی) سے ۲۲ اگست کی اطلاع ہے کہ ہٹلر کے اعلان معافی پر ۲۰۴ سیاسی اور ۱۶۰۱ عام قیدی رہا کر دیئے گئے ہیں رہا ہونے والوں میں ایک وہ شخص بھی ہے جس نے ریشتاغ کے مقدمہ آتشزدگی میں کمیونسٹوں کی طرف سے پرزور صفائی پیش کرتے ہوئے دو گھنٹہ تک دھواں دھار تقریر کی تھی۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی